مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ

جوازِ شعر پر استدلال

پروفیسر محمود الحسن قریشی، ملتان کے ایک سرکاری کالج میں اردو کے استاد ہیں۔ زمانہ طالب علمی میں، ''جواز شعر'' کے حوالہ سے ایک استفسار کا جواب انہوں نے حضرت مولانا عطاء المحسن علیہ الرحمتہ سے حاصل کیا تھا۔ یہ یادگار تحریر، انہی کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔

واردات قلب، محسوساتِ نظر اور فکر سے پھوٹنے والے خیالات کو جب الفاظ کا پیرہن دیں گے تو شعر سے زیادہ موزوں کوئی سا پیراہن نہیں، نہ افسانہ، نہ ناول، نہ انشائیہ، کیونکہ واردات و مشاہدات، خطراتِ غم والم اور طرب و کرب کی کیفیتوں کو آپ جب بھی جامۂ لفظ سے مرصع کرنے بیٹھیں گے تو نثر پھیلاؤ میں لے جا کر خود آپ کو بھی کھو دے گی۔ مگر شعر ایک ایسا حسین دلکش پیرائیہ اظہار و جامۂ پُر بہار ہے کہ خیالات و افکار کا ابلاغ شعر کے سانچے میں ڈھل کر دو چند ہو جاتا ہے، پیکرِ خوبی و جمال بن جاتا ہے اور شاعر کو زندۂ جاوید بنا دیتا ہے۔ مثلاً دل کی بے قراری کو آپ داغ کے اس مطلع میں ملاحظہ کریں:

شرور برق نہیں شعلہ و سیماب نہیں — کس لئے پھر یہ ٹھہرتا دل بے تاب نہیں

یہ کیف و سرور، یہ سرمستی و آگہی اور یہ نشاطِ سرمدی جو اس شعر میں سمٹ آیا ہے۔ نثر کی یہ مجال کہاں کہ خیال کی ندرت کو الفاظ کے جامۂ مختصر سے بہرور کرے۔ دنیا کی بے رخی و بے التفاتی، جلد بھول جانے کی ریت پر اس سے بلیغ زناٹے دار بات بھلا نثر کے نصیب کہاں۔

دبا کے قبر میں چل دیئے دعا نہ سلام — ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

شب غم کی ہیبتوں کے قصہ ہائے دراز تو آپ نے بہت سنے، پڑھے ہوں گے اور جن نصیب جلوں پر کوہ غم ٹوٹ پڑتا ہے ان کی آہیں، سسکیاں بھی آپ کا چین حرام کر چکیں ہوں گی، سینکڑوں کتابیں ان خزینۂ واقعات و حالات سے اپنے دامنِ سیاہ کو پھیلائے ہوئے، پڑھنے والوں کو شب غم کی طویل رات کا مسافر بنا دیتی ہیں مگر شعر ملاحظہ فرمائیں جو سیکڑوں کتابوں پر وزنی ہے۔

رات باقی تھی جب وہ بچھڑے تھے — کٹ گئی عمر رات باقی ہے

اور یہ شعر ہی تو ہے جس نے حسان بن ثابتؓ کو زندۂ جاوید کر دیا ورنہ نعت گو تو لاکھوں گزرے، کروڑوں نعتیں کہی گئیں، سیرت پر کتابیں لکھی گئیں۔ ؎ مگر وہ بات کہاں................!

خُلِقتَ مُبرَّأً مِن کُلِّ عیبٍ — کاَنّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَآء

آپ تو یوں ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے، جیسے آپ کا منشا ہی یہ تھا کہ آپ کو ایسا بنایا جائے، اس کا جواب کون ڈھونڈے گا؟ جو نثر میں ممکن ہو۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ شعر فصاحت میں پہلے درجہ کی صنف سخن ہے، جس میں ایجاز و اعجاز پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ قاری پڑھ کر حظ اندوز ہوتا ہے۔ گھبراہٹ یا اکتاہٹ پیدا نہیں ہوتی اور یہی اس کے جواز کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ (۱۱ر نومبر ۱۹۸۲ء)